ایمان کو مضبوط کرنا

Shaykh Pod BOOKS

Shaykh Pod URDU

مثبت خصوصیات کو اپنانا ذہنی سکون کا باعث بنتا ہے

ایمان کو مضبوط کرنا

شیخ پوڈ کتب

شیخ پوڈ کتب، 2023 کے ذریعہ شائع کیا گیا۔

اگرچہ اس کتاب کی تیاری میں تمام احتیاط برتی گئی ہے، ناشر غلطیوں یا کوتاہی یا یہاں موجود معلومات کے استعمال کے نتیجے میں ہونے والے نقصانات کے لیے کوئی ذمہ داری قبول نہیں کرتا ہے۔

ایمان کو مضبوط کرنا

پہلی اشاعت .4 مئی 2023۔

کاپی رائٹ ©2023 شیخ پوڈ کتب۔

شیخ پوڈ کتب کے ذریعہ تحریر کردہ۔

فہرست کا خانہ

فہرست کا خانہ

اعترافات

مرتب کرنے والے کے نوٹس

تعارف

ایمان کو مضبوط کرنا

اسلامی علم حاصل کرنا اور اس پر عمل کرنا

اللہ تعالیٰ کے خوبصورت ناموں پر عمل کرنا

قرآن پاک پر غور و فکر اور عمل کرنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات پر عمل کرنا

تخلیق پر غور و فکر کرنا

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر غور و فکر کرنا

صحیح معنوں میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا

اسلام کی فضیلت کو سمجھنا

ایمان کی فضیلت تک پہنچنے کی کوشش کرنا

مخلوق کے لیے اخلاص

نیکی کا حکم اور برائی سے روکنا

ان چیزوں کے خلاف جدوجہد کرنا جو ایمان کے خلاف ہوں۔

نتیجہ

اچھے کردار پر 400 سے زیادہ مفت ای بکس

دیگر شیخ پوڈ میڈیا

اعترافات

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جو تمام جہانوں کا رب ہے، جس نے ہمیں اس جلد کو مکمل کرنے کی تحریک، موقع اور طاقت بخشی۔ درود و سلام ہو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کا راستہ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی نجات کے لیے چنا ہے۔

ہم شیخ پوڈ کے پورے خاندان، خاص طور پر اپنے چھوٹے ستارے یوسف کے لیے اپنی تہہ دل سے تعریف کرنا چاہیں گے، جن کی مسلسل حمایت اور مشورے نے شیخ پوڈ کتب کی ترقی کو متاثر کیا ہے۔

ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم پر اپنا کرم مکمل فرمائے اور اس کتاب کے ہر حرف کو اپنی بارگاہِ عالی میں قبول فرمائے اور اسے روزِ آخرت میں ہماری طرف سے گواہی دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے اور بے شمار درود و سلام ہو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، آپ کی آل اور صحابہ کرام پر، اللہ ان سب سے راضی ہو۔

مرتب کرنے والے کے نوٹس

ہم نے اس جلد میں انصاف کرنے کی پوری کوشش کی ہے تاہم اگر کوئی شارٹ فال نظر آئے تو مرتب کرنے والا ذاتی طور پر ذمہ دار ہے۔

ہم ایسے مشکل کام کو مکمل کرنے کی کوشش میں غلطیوں اور کوتاہیوں کے امکان کو قبول کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ہم نے لاشعوری طور پر ٹھوکر کھائی ہو اور غلطیوں کا ارتکاب کیا ہو جس کے لیے ہم اپنے قارئین سے درگزر اور معافی کے لیے دعا گو ہیں اور ہماری توجہ اس طرف مبذول کرائی جائے گی۔ ہم تہہ دل سے تعمیری تجاویز کی دعوت دیتے ہیں جو ShaykhPod.Books@gmail.com - پر دی جا سکتی ہیں

تعارف

مندرجہ ذیل مختصر کتاب میں اسلام پر اپنے ایمان کو مضبوط کرنے کے چند طریقوں پر بحث کی گئی ہے تاکہ ایک مسلمان اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں زیادہ محنت کر سکے جس میں اس کے احکام کی تعمیل، اس کی ممانعتوں سے اجتناب اور تقدیر کا صبر کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات کے مطابق سامنا کرنا شامل ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ جب ایک مسلمان اس طریقے سے اپنے ایمان کو مضبوط اور حقیقی بناتا ہے تو یہ اعلیٰ کردار کی طرف لے جاتا ہے۔

جامع ترمذی نمبر 2003 میں موجود حدیث کے مطابق حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نصیحت فرمائی ہے کہ قیامت کے ترازو میں سب سے وزنی چیز حسن اخلاق ہوگی۔ یہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات میں سے ایک ہے جس کی تعریف اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی سورہ نمبر 68 القلم آیت نمبر 4 میں فرمائی ہے:

‘‘اور بے شک آپ بڑے اخلاق کے مالک ہیں۔’’

لہٰذا تمام مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اعلیٰ کردار کے حصول کے لیے قرآن پاک کی تعلیمات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات کو حاصل کریں اور اس پر عمل کریں۔

ایمان کو مضبوط کرنا

اسلامی علم حاصل کرنا اور اس پر عمل کرنا

ایک بڑا خلفشار جو بندے کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے روکتا ہے وہ جہالت ہے۔ یہ استدلال کیا جا سکتا ہے کہ یہ ہر گناہ کی اصل ہے کیونکہ جو گناہوں کے نتائج کو صحیح معنوں میں جانتا ہے وہ کبھی بھی گناہ نہیں کرے گا۔ اس سے مراد حقیقی فائدہ مند علم ہے جو وہ علم ہے جس پر عمل کیا جاتا ہے۔ درحقیقت وہ تمام علم جس پر عمل نہ کیا جائے وہ فائدہ مند علم نہیں ہے۔ اس طرزِ عمل کی مثال قرآنِ پاک میں اس گدھے کی طرح بیان کی گئی ہے جو علم کی کتابیں اٹھائے ہوئے ہے جو اسے فائدہ نہیں پہنچاتی۔ باب 62 الجمعہ، آیت 5:

"... اور پھر اس پر عمل نہیں کیا۔)علم پر عمل نہیں کیا (اس گدھے کی مانند ہے جو کتابوں کی کثرتیں اٹھائے ہوئے ہے۔''

جو شخص اپنے علم پر عمل کرتا ہے وہ شاذ و نادر ہی پھسلتا ہے اور جان بوجھ کر گناہ کرتا ہے۔ درحقیقت، جب ایسا ہوتا ہے تو یہ صرف جہالت کے ایک لمحے کی وجہ سے ہوتا ہے جہاں ایک شخص اپنے علم پر عمل کرنا بھول جاتا ہے جس کے نتیجے میں وہ گناہ کرتا ہے۔

نمبر 2322 میں موجود جامع ترمذی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ ایک حدیث میں جاہلیت کی سنگینی پر روشنی ڈالی اور فرمایا کہ مادی دنیا کی ہر چیز ملعون ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے۔ اس ذکر سے جو بھی تعلق ہے ، عالم اور طالب علم۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مادی دنیا کی تمام نعمتیں جاہل کے لیے لعنت بن جائیں گی کیونکہ وہ ان کا غلط استعمال کرکے گناہوں کا ارتکاب کریں گے۔

درحقیقت جہالت کو انسان کا بدترین دشمن سمجھا جا سکتا ہے کیونکہ یہ اسے اپنے آپ کو نقصان سے بچانے اور فائدہ حاصل کرنے سے روکتی ہے یہ سب کچھ صرف علم پر عمل کرنے سے ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ جاہل ان سے بے خبر ہو کر گناہ کرتا ہے۔ کوئی گناہ سے کیسے بچ سکتا ہے اگر وہ نہیں جانتا کہ گناہ کیا ہے؟ جہالت انسان کو اپنے فرائض سے غفلت کا باعث بنتی ہے۔ اگر وہ اپنے فرائض سے ناواقف ہوں تو اپنے فرائض کیسے ادا کر سکتے ہیں؟

لہٰذا تمام مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اتنا علم حاصل کریں کہ وہ اپنے تمام واجبات کو پورا کر سکیں اور گناہوں سے بچ سکیں۔ اس کی تصدیق سنن ابن ماجہ میں موجود حدیث سے 224 نمبر ہوتی ہے -

اللہ تعالیٰ کے خوبصورت ناموں پر عمل کرنا

صحیح بخاری نمبر 2736 میں موجود ایک حدیث میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصیحت فرمائی کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں کو جانتا ہے وہ جنت میں جائے گا۔

جاننا صرف ان کو یاد کرنے سے مراد نہیں ہے۔ اصل میں ان کا مطالعہ کرنا اور ان پر کسی کی حیثیت اور صلاحیت کے مطابق عمل کرنا ہے۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ اپنی لامحدود حیثیت کے لحاظ سے نہایت رحم کرنے والا ہے۔ اس صفت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کو بے شمار نعمتوں سے نوازتا ہے اور ہمیشہ ان پر بہت مہربان ہے۔ یہی خصوصیت دوسروں سے بھی منسوب کی گئی ہے جیسے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ باب 9 توبہ آیت 128:

’’بے شک تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول آیا ہے۔ اس کے لیے وہ تکلیف دہ ہے جو تم برداشت کرتے ہو۔]اسے [آپ کی فکر ہے]یعنی آپ کی رہنمائی [اور مومنوں پر مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔"

جب تخلیق کے حوالے سے استعمال ہوتا ہے تو مہربان کا مطلب نرم دل اور رحم کرنے والا ہوتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی لامحدود حیثیت کے مطابق سب کو بخشنے والا ہے۔ اور دوسروں کو معاف کر کے اس صفت کو اپنانا ایک ایسی چیز ہے جس کی اسلام میں ترغیب دی گئی ہے۔ باب النور، آیت 22 24:

"... اور وہ معاف کر دیں اور نظر انداز کریں۔ کیا تم یہ پسند نہیں کرو گے کہ اللہ تمہیں معاف کر دے؟‘‘

پس اللہ تعالیٰ کی صفات اعلیٰ کو مسلمان اپنی حیثیت کے مطابق اپنا سکتے ہیں۔

لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ پہلے خدائی صفات اور ناموں کے معنی کو سمجھیں اور پھر اسماء کے مفہوم کو عمل کے ذریعے اپنائیں یہاں تک کہ وہ اپنے روحانی دل میں مضبوطی سے جڑ نہ جائیں تاکہ وہ اعلیٰ کردار حاصل کر سکیں۔

ان اسماء و صفات پر اپنی سطح کے مطابق عمل کرنے سے ان کے ایمان کو تقویت ملے گی اور اس لیے ان کا اللہ تعالیٰ کی اطاعت، جس میں اس کے احکام کی تعمیل، اس کی ممانعتوں سے اجتناب اور تقدیر کا صبر کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات کے مطابق سامنا کرنا شامل ہے۔ السلام علیکم

قرآن پاک پر غور و فکر اور عمل کرنا

امام منذری کی بیداری اور اندیشہ نمبر 30 میں موجود حدیث میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصیحت فرمائی کہ قرآن کریم قیامت کے دن شفاعت کرے گا۔ جو لوگ زمین پر اپنی زندگی کے دوران اس پر عمل کرتے ہیں انہیں قیامت کے دن جنت میں لے جایا جائے گا۔ لیکن جو لوگ زمین پر اپنی زندگی کے دوران اس کو نظرانداز کرتے ہیں وہ دیکھیں گے کہ یہ انہیں قیامت کے دن جہنم میں دھکیل دے گا۔

قرآن پاک ہدایت کی کتاب ہے۔ یہ محض تلاوت کی کتاب نہیں ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ قرآن پاک کے تمام پہلوؤں کو پورا کرنے کی کوشش کریں تاکہ یہ یقینی بنایا جا سکے کہ یہ دونوں جہانوں میں کامیابی کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ پہلا پہلو اسے صحیح اور باقاعدگی سے پڑھنا ہے۔ دوسرا پہلو اسے سمجھنا ہے۔ اور آخری پہلو یہ ہے کہ اس کی تعلیمات پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات کے مطابق عمل کیا جائے۔ ایسا سلوک کرنے والوں کو دنیا کی ہر مشکل سے راہنمائی اور قیامت کے دن اس کی شفاعت کی بشارت دی جاتی ہے۔ لیکن جیسا کہ اس حدیث سے متنبہ کیا گیا ہے کہ قرآن کریم صرف ان لوگوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے جو اس کے پہلوؤں پر صحیح طریقے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ لیکن جو لوگ اس کی غلط تشریح کرتے ہیں اور دنیاوی چیزوں مثلاً شہرت حاصل کرنے کے لیے اپنی خواہشات کے مطابق عمل کرتے ہیں، وہ قیامت کے دن اس صحیح ہدایت اور اس کی شفاعت سے محروم رہیں گے۔ درحقیقت دونوں جہانوں میں ان کا مکمل نقصان اس وقت تک بڑھے گا جب تک کہ وہ سچے دل سے توبہ نہ کریں۔ باب 17 الاسراء، آیت 82:

’’اور ہم قرآن میں سے وہ چیز نازل کرتے ہیں جو مومنوں کے لیے شفا اور رحمت ہے، لیکن یہ ظالموں کے لیے نقصان کے سوا کچھ نہیں بڑھاتا۔‘‘

قرآن پاک پر غور کرنے والا ہمیشہ اس کے علوم سے مستفید ہوتا ہے جس کے نتیجے میں اس کا ایمان مضبوط ہوتا ہے۔ باب 8 الانفال، آیت 2:

اور جب ان پر اس کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو ان کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے‘‘۔ ’’

جو کوئی اس کے مواد اور ترکیب پر غور کرے گا وہ دیکھے گا کہ ہر حصہ دوسرے حصوں کے ساتھ کس طرح ہم آہنگ ہے، اس میں کوئی تضاد یا تضاد نہیں ہے اور وہ صحیح معنوں میں سمجھے گا کہ اسے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور نے نازل کیا ہے۔ اگر یہ کسی اور بنی نوع انسان سے ہوتا تو اس میں باطل کے عناصر کے ساتھ ساتھ تضادات بھی پائے جاتے۔ باب 4 النساء آیت 82:

تو کیا وہ قرآن میں غور نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو وہ اس " میں بہت زیادہ تضاد پاتے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ قرآن پاک میں غور و فکر کریں، یعنی اس کے معانی پر غور و فکر کریں، اس اہم کام کے لیے اپنی توجہ اور وقت صرف کریں، اس کے مباحث اور ان کے عملی مضمرات پر غور کریں۔ اس سے علم کا دروازہ کھلتا ہے اور اس حقیقی علم پر عمل کرنے سے تمام بھلائیاں حاصل ہوتی ہیں اور ایمان مضبوط ہوتا ہے۔ اس غور و فکر سے ایک مسلمان اپنے رب اور اس کی کامل صفات کو پہچانے گا جس سے اس کی اطاعت میں اضافہ ہوتا ہے۔ وہ دونوں جہانوں میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف لے جانے والے راستے کو سیکھیں گے اس راستے پر چلنے والوں کی خصوصیات اور بے پناہ رحمت جو ان کے لیے محفوظ کی گئی ، ہے۔ اس غور و فکر کے ذریعے وہ اپنے دشمنوں یعنی شیطان، اپنے باطن اور گمراہ لوگوں کو پہچان لیں گے۔ وہ اس راستے کا مشاہدہ کریں گے جو دونوں جہانوں میں عذاب کی طرف لے جاتا ہے، اس گمراہ راستے پر چلنے والوں کی خصوصیات اور ان کے حتمی نتائج کا۔ جتنا زیادہ وہ اس خطرے کو پہچانیں گے اللہ تعالیٰ کی اتنی ہی زیادہ ان کی اطاعت ہوگی۔

مسلمان جتنا قرآن پاک پر غور کرتا ہے اتنا ہی اس کے ایمان، علم اور عمل میں اضافہ ہوتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس اہم کام کا حکم دیا ہے اور اس کی ترغیب دی ہے اور درحقیقت وحی الٰہی کا یہی مقصد ہے۔ باب 38 غم، آیت 29:

”یہ ایک بابرکت کتاب ہے جسے ہم نے آپ کی طرف اس لیے نازل کیا ہے کہ وہ اس کی آیات پر غور کریں اور عقلمندوں کو نصیحت کی جائے“۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات پر عمل کرنا

آپ کے اعلیٰ اخلاق و آداب کو جاننا اور ان پر عمل کرنا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہچان کا باعث بنتا ہے۔ جو اس کو پہچان لے گا وہ اس کی روایات اور اس کی سچائی پر کبھی شک نہیں کرے گا۔ یہ ایک مسلمان کو اپنے ساتھ سچا اخلاص اختیار کرنے کی طرف لے جاتا ہے۔ صحیح مسلم نمبر 196 میں موجود ایک حدیث میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصیحت فرمائی کہ اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اخلاص ہے ۔ اس میں اپنی روایات پر عمل کرنے کے لیے علم حاصل کرنے کی کوشش بھی شامل ہے۔ ان روایات میں عبادت کی صورت میں اللہ تعالیٰ سے متعلق اور مخلوق کے لیے اس کا بابرکت حسن کردار شامل ہے۔ باب 68 القلم، آیت 4:

"اور بے شک آپ بہت اچھے اخلاق کے مالک ہیں۔"

اس میں اس کے احکام و ممنوعات کو ہر وقت قبول کرنا شامل ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے فرض قرار دیا ہے۔ باب 59 الحشر، آیت 7:

‘‘اور جو کچھ تمہیں رسول نے دیا ہے اسے لے لو اور جس سے منع کیا ہے اس سے باز رہو۔’’

اخلاص میں اپنی روایات کو کسی اور کے اعمال پر ترجیح دینا بھی شامل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے تمام راستے بند ہیں سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ باب 3 علی عمران، آیت 31:

کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور ’’ تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔‘‘

انسان کو ان تمام لوگوں سے محبت کرنی چاہیے جنہوں نے اس کی زندگی میں اور اس کے انتقال کے بعد اس کا ساتھ دیا، چاہے وہ اس کے خاندان میں سے ہوں یا اس کے ساتھی، اللہ ان سب سے راضی ہو۔ اس کے راستے پر چلنے والوں اور اس کی روایات کی تعلیم دینے والوں کا ساتھ دینا ان لوگوں پر فرض ہے جو اس کے ساتھ مخلص ہونا چاہتے ہیں۔ اخلاص میں ان لوگوں سے محبت کرنا بھی شامل ہے جو اس سے محبت کرتے ہیں اور ان لوگوں کو ناپسند کرنا جو اس پر تنقید کرتے ہیں خواہ ان لوگوں کے ساتھ کوئی تعلق ہو۔ اس کا خلاصہ صحیح بخاری نمبر 16 میں موجود ایک حدیث میں موجود ہے۔ یہ نصیحت کرتا ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک سچا ایمان نہیں رکھ سکتا جب تک کہ وہ اللہ تعالیٰ اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت نہ کرے۔ تخلیق یہ محبت صرف الفاظ سے نہیں عمل سے ظاہر ہونی چاہیے۔

تخلیق پر غور و فکر کرنا

ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی روزمرہ کی زندگی میں محتاط رہے اور اپنے دنیوی معاملات میں زیادہ مشغول ہونے سے گریز کرے تاکہ وہ اپنے اردگرد ہونے والی چیزوں سے غافل ہو جائے۔ یہ ایک اہم خوبی ہے کیونکہ یہ کسی کے ایمان کو مضبوط کرنے کا ایک بہترین طریقہ ہے جس کے نتیجے میں انسان کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں مدد ملتی ہے۔ مثال کے طور پر جب کوئی مسلمان کسی بیمار کو دیکھتا ہے تو وہ نہ صرف اس کی مدد کرے خواہ وہ صرف ایک دعا ہی کیوں نہ ہو، بلکہ اسے اپنی صحت پر غور کرنا چاہیے اور یہ سمجھنا چاہیے کہ آخرکار وہ بھی اپنی صحت سے محروم ہو جائیں گے۔ بیماری، بڑھاپے یا موت سے بھی۔ اس سے انہیں اپنی اچھی صحت کے لیے شکر گزار ہونے کی ترغیب دینی چاہیے اور دنیاوی اور دینی دونوں معاملات میں ان کی اچھی صحت سے فائدہ اٹھا کر اپنے عمل سے یہ ظاہر کرنا چاہیے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں۔

جب وہ کسی امیر کی موت کا مشاہدہ کرتے ہیں تو انہیں نہ صرف میت اور اس کے گھر والوں کے لیے غمگین ہونا چاہیے بلکہ یہ سمجھنا چاہیے کہ ایک دن وہ بھی مر جائے گا جو ان کے لیے نامعلوم ہے۔ انہیں سمجھ لینا چاہیے کہ جس طرح امیر کو ان کی قبر پر دولت، شہرت اور خاندان چھوڑ دیا گیا تھا، اسی طرح وہ بھی قبر میں صرف ان کے اعمال کے ساتھ رہ جائیں گے۔ اس سے انہیں اپنی قبر اور آخرت کی تیاری کا حوصلہ ملے گا۔

یہ رویہ ان تمام چیزوں پر لاگو کیا جا سکتا ہے اور کیا جانا چاہیے ایک مسلمان کو اپنے اردگرد کی ہر چیز سے سبق سیکھنا چاہیے جس کی نصیحت قرآن پاک میں کی گئی ہے۔ باب 3 علی عمران، آیت 191:

اور آسمانوں اور زمین کی تخلیق کے بارے میں سوچو، "اے ہمارے رب، تو نے اسے بے مقصد پیدا نہیں کیا، تو بہت بلند ہے، تو ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔"

جو لوگ اس طرح کا برتاؤ کرتے ہیں ان کا ایمان روزانہ کی بنیاد پر مضبوط ہوتا جائے گا جبکہ جو لوگ اپنی دنیاوی زندگی میں بہت زیادہ مشغول ہیں وہ غافل رہیں گے جو ان کی تباہی کا باعث بن سکتے ہیں۔

زمین وآسمان کی تخلیق اور ان کے درمیان موجود تمام مخلوقات پر غور و فکر کرنا ایمان کی مضبوطی کا باعث بنتا ہے۔ اس لیے کہ مخلوق کی عظمت خالق کی عظمت پر دلالت کرتی ہے۔ سورج اور چاند جیسی مخلوق کی کامل ہم آہنگی اللہ تعالیٰ کے لامحدود علم اور حکمت کی نشاندہی کرتی ہے۔ لوگوں کو گھیرنے والی نعمتیں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ یہ تمام عوامل اور بہت کچھ ایک مسلمان کو اللہ تعالیٰ کی تسبیح، اس کی حمد اور اس کے لیے مخلص ہونے کی طرف لے جاتا ہے۔ صحیح مسلم نمبر 196 میں موجود ایک حدیث میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصیحت فرمائی کہ اسلام اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص ہے۔

اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص کا مطلب یہ ہے کہ اس کی طرف سے دیے گئے تمام فرائض کو احکام و ممنوعات کی صورت میں ادا کرنا، صرف اس کی رضا کے لیے۔ جیسا کہ صحیح بخاری نمبر 1 میں موجود ایک حدیث سے ثابت ہے کہ سب ان کی نیت سے پرکھیں گے۔ پس اگر کوئی نیک عمل کرتے وقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخلص نہ ہو تو اسے نہ دنیا میں اجر ملے گا اور نہ آخرت میں۔ درحقیقت جامع ترمذی نمبر 3154 میں موجود ایک حدیث کے مطابق جن لوگوں نے گستاخیاں کیں ان سے قیامت کے دن کہا جائے گا کہ وہ ان لوگوں سے اجر طلب کریں جن کے لیے انہوں نے عمل کیا جو ممکن نہیں ہوگا۔ باب 98 البیینہ، آیت 5۔

"اور ان کو اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں، اس کے لیے خالص ہو کر۔"

اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی طرف اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے تو یہ اخلاص کی کمی کو ظاہر کرتا ہے۔ اس لیے انہیں چاہیے کہ وہ صدق دل سے توبہ کریں اور ان سب کو پورا کرنے

کے لیے جدوجہد کریں۔ یہ بات ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی پر کبھی بھی ایسے فرائض کا بوجھ نہیں ڈالتا جو وہ انجام نہیں دے سکتا اور نہ ہی نبھا سکتا ہے۔ باب 2 البقرہ، آیت 286۔

"اللہ کسی جان کو اس کی طاقت کے سوا کوئی ذمہ داری نہیں دیتا۔"

کے لیے مخلص ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ اپنی اور دوسروں کی خوشنودی پر اس کی رضا کو پسند کرنا چاہیے۔ ایک مسلمان کو ہمیشہ ان اعمال کو ترجیح دینی چاہیے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہوں۔ انسان کو چاہیے کہ دوسروں سے محبت کرے اور اپنے گناہوں کو اللہ تعالیٰ کے لیے ناپسند کرے نہ کہ اپنی خواہشات کے لیے۔ جب وہ دوسروں کی مدد کرتے ہیں یا گناہوں میں حصہ لینے سے انکار کرتے ہیں تو یہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہونا چاہیے۔ جس نے اس ذہنیت کو اپنایا اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا۔ اس کی تصدیق سنن ابوداؤد نمبر 4681 میں موجود حدیث سے ہوتی ہے۔

اپنے رب کی ساری مخلوق کی مستقل ضرورت پر غور و فکر کرنا ایک مسلمان کو عاجزی کے ساتھ اس کے سامنے سر تسلیم خم کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔ یہ ایک مسلمان کو اپنی ضروریات پیش کرنے اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی پر بھروسہ کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

تاریخ کے ایک موقع پر ایسا لگتا تھا کہ کائنات میں زمین ہی واحد اہم چیز ہے۔ لیکن وقت گزرنے اور سائنسی ترقی کے ساتھ یہ پتہ چلا کہ زمین درحقیقت ایک وسیع سمندر یعنی کائنات میں صرف ایک قطرہ ہے۔ مسلمانوں کے لیے ان سائنسی تعلیمات کو سمجھنا ضروری ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی لامحدود طاقت پر بھروسہ جیسی اچھی خصوصیات کو اپنانے کی ترغیب دیتی ہے۔ جب کسی مسلمان کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد کا سوال ہوتا ہے تو اسے کائنات کی جسامت اور اس میں کتنی مخلوقات موجود ہیں اس پر غور کرنا چاہیے۔ زمین نظام شمسی میں ایک واحد سیارہ ہے جو کئی سیاروں اور ایک ستارے سے بنا ہے۔ بہت سے نظام شمسی ایک کہکشاں بناتے ہیں۔ بہت سی کہکشائیں کائنات بناتی ہیں۔ ایک مسلمان اس بات پر پختہ یقین رکھتا ہے کہ یہ تمام چیزیں بغیر کسی شریک اور مدد کے اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں اور برقرار ہیں۔ جب

کوئی مسلمان اس پر گہرائی سے غور کرتا ہے تو انہیں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اگر اللہ تعالیٰ پوری کائنات کو کسی چیز سے محروم یا ہم آہنگی سے محروم کیے بغیر قائم رکھ سکتا ہے تو وہ ان کے مسائل اور مشکلات کا بھی خیال رکھ سکتا ہے۔

رزق ایک ایسی چیز ہے جس پر لوگ اکثر دباؤ ڈالتے ہیں اور بعض صورتوں میں یہ تناؤ انہیں غیر قانونی ذرائع سے رزق حاصل کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ جب بھی کسی مسلمان کو اس دباؤ کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو اسے کائنات اور ان بے شمار مخلوقات پر غور کرنا چاہیے جن کے لیے اللہ تعالیٰ مسلسل رزق مہیا کرتا ہے۔ اگر وہ ایسا کرتا ہے تو کیوں شک کرے کہ وہ ایسے شخص کے لیے رزق فراہم نہیں کرے گا جس کو اپنے آپ کو برقرار رکھنے کے لیے صرف چند چیزوں کی ضرورت ہے؟ مشکلات کا سامنا کرتے وقت ایک قدم پیچھے ہٹنا اور ان حقائق کا اندازہ لگانا تناؤ کو دور کرنے اور اللہ تعالیٰ پر اپنے بھروسے کو مضبوط کرنے کا ایک بہترین طریقہ ہے۔

قرآن مجید اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات میں تعلیمات ملتی ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا مخلوق کو مسلسل رزق دینے کا وعدہ۔ باب 29 العنکبوت، آیت 60:

"...اور کتنے ہی مخلوق ہیں جو اپنا رزق نہیں اٹھاتے۔ اللہ اسے اور تمہیں رزق دیتا ہے"

لیکن ان تعلیمات کی حقیقت کائنات جیسی مخلوق میں بھی پائی جاتی ہے۔ باب 3 علی عمران، آیت 190:

’’بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے آنے جانے میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔‘‘

اس لیے مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ سب سے پہلے آسمانی صحیفوں کی تعلیمات کو سیکھیں اور اس پر عمل کریں اور پھر تخلیق پر غور کریں۔ یہ کسی کے ایمان کی مضبوطی کا باعث بنے گا، جس میں اللہ تعالیٰ پر توکل کی مضبوطی بھی شامل ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر غور و فکر کرنا

کوئی بھی مخلوق اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں سے خالی نہیں ہے اور ان پر غور و فکر کرنے سے اس پر ایمان مضبوط ہوتا ہے۔ ایمان انسان کو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا سچا شکر ادا کرنے کی ترغیب دیتا ہے، جس کے نتیجے میں اس کے ایمان کو مزید تقویت ملتی ہے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے کیونکہ سچی شکرگزاری میں شامل ہر نعمت کو استعمال کرنا شامل ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے دی گئی ہے۔ یہی سچی اطاعت کا نچوڑ ہے جو اس پر ایمان کو مضبوط کرتا ہے۔ ایک مسلمان جتنا زیادہ شکر گزار ہوتا ہے اسے اتنی ہی زیادہ نعمتیں ملیں گی جو ان کے ایمان کی مضبوطی کا باعث بنتی ہیں۔ باب 14 ابراہیم، آیت 7:

’’اور یاد کرو جب تمہارے رب نے اعلان کیا کہ اگر تم شکر کرو گے تو میں تم پر ضرور اضافہ کروں گا‘‘۔

صحیح معنوں میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا

صحیح بخاری نمبر 6407 کی ایک حدیث میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصیحت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والے اور نہ کرنے والے کے درمیان فرق زندہ آدمی جیسا ہے۔ ایک مردہ شخص.

ان مسلمانوں کے لیے ضروری ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مضبوط تعلق قائم کرنا چاہتے ہیں، تاکہ وہ دنیا اور آخرت کی تمام مشکلات پر کامیابی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو زیادہ سے زیادہ یاد کریں۔ سادہ الفاظ میں، وہ جتنا زیادہ اسے یاد کریں گے، اتنا ہی وہ اس اہم مقصد کو حاصل کریں گے۔

یہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے تین درجوں پر عملاً عمل کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ پہلا درجہ اللہ تعالیٰ کو اندرونی اور خاموشی سے یاد کرنا ہے۔ اس میں اپنی نیت کو درست کرنا بھی شامل ہے تاکہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے عمل کرے۔ دوسرا اللہ تعالیٰ کو زبان سے یاد کرنا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلق کو مضبوط کرنے کا سب سے اعلیٰ اور مؤثر طریقہ عملاً اسے اعضاء کے ساتھ یاد کرنا ہے۔ یہ اس کے احکام کو پورا کرنے، اس کی ممانعتوں سے اجتناب اور تقدیر کا مقابلہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات کے مطابق صبر کے ساتھ کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ اس کے لیے اسلامی علم حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہے جو کہ دونوں جہانوں میں تمام بھلائیوں اور کامیابیوں کی جڑ ہے۔

پہلے دو درجوں پر رہنے والوں کو ان کی نیت کے اعتبار سے ثواب ملے گا لیکن ان کے ایمان اور تقویٰ میں اس وقت تک اضافہ ہونے کا امکان نہیں ہے جب تک کہ وہ ذکر الٰہی کے تیسرے اور اعلیٰ درجے تک نہ پہنچ جائیں۔

اسلام کی فضیلت کو سمجھنا

اسلام عظیم، نیک اور پاکیزہ ہے۔ اس کے عقائد صحیح اور سب سے زیادہ فائدہ مند ہیں۔ جس اخلاق اور طرز عمل کو یہ فروغ دیتا ہے وہ بہترین اور خوبصورت ہے۔ اس کی حوصلہ افزائی کرنے والے اعمال اور تقریر تمام تخلیق کے لیے بہترین اور سب سے زیادہ جائز ہیں۔ مثال کے طور پر سنن نسائی نمبر 4998 میں حدیث ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچے مسلمان اور سچے مومن کی نشانیاں بتائی ہیں۔ سچا مسلمان وہ ہے جو دوسروں کی زبانی اور جسمانی اذیت کو دور رکھے۔ اس میں درحقیقت تمام لوگ شامل ہیں خواہ ان کا عقیدہ کچھ بھی ہو۔ اس میں ہر قسم کے زبانی اور جسمانی گناہ شامل ہیں جو کسی دوسرے کو نقصان یا تکلیف پہنچا سکتے ہیں۔ اس میں دوسروں کو بہترین نصیحت نہ کرنا بھی شامل ہے کیونکہ یہ دوسروں کے ساتھ اخلاص کے خلاف ہے جس کا حکم سنن نسائی نمبر 4204 میں موجود حدیث میں آیا ہے۔ اس میں دوسروں کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تلقین کرنا اور گناہوں کی طرف دعوت دینا بھی شامل ہے۔ .ایک مسلمان کو اس رویے سے بچنا چاہیے کیونکہ ان سے ہر اس شخص کا حساب لیا جائے گا جو ان کی بری نصیحت پر عمل کرے گا۔ صحیح مسلم نمبر 2351 میں موجود ایک حدیث میں اس کی تنبیہ کی گئی ہے۔

جسمانی نقصان میں دوسرے لوگوں کی روزی روٹی کے لیے مسائل پیدا کرنا، دھوکہ دہی کا ارتکاب کرنا، دوسروں کو دھوکہ دینا اور جسمانی زیادتی شامل ہے۔ یہ تمام خصوصیات اسلامی تعلیمات سے متصادم ہیں اور ان سے بچنا چاہیے۔

زیر بحث اصل حدیث کے مطابق سچا مومن وہ ہے جو دوسروں کی جان و مال سے ان کے نقصان کو دور رکھے۔ ایک بار پھر، یہ تمام لوگوں پر لاگو ہوتا ہے قطع نظر ان کے عقیدے کے۔ اس میں چوری کرنا، غلط استعمال کرنا یا دوسروں کی املاک اور سامان کو نقصان پہنچانا شامل ہے۔ جب بھی کسی کو کسی دوسرے کی جائیداد سونپ دی جائے تو اسے یہ یقینی بنانا چاہیے کہ وہ اسے صرف مالک کی اجازت سے اور اس طریقے سے استعمال کریں جو مالک کو خوش اور راضی ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنن نسائی نمبر 5421 میں موجود حدیث میں تنبیہ کی ہے کہ جو شخص جھوٹی قسم کے ذریعے کسی دوسرے کا مال ناجائز طور پر لے، چاہے وہ ایک ٹہنی کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔ درخت جہنم میں جائے گا۔

نتیجہ اخذ کرنے کے لیے ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے عقیدے کے زبانی اعلان کو عمل کے ساتھ کرے کیونکہ یہ کسی کے عقیدے کا جسمانی ثبوت ہیں جو قیامت کے دن کامیابی حاصل کرنے کے لیے درکار ہوں گے۔ اس کے علاوہ ایک مسلمان کو اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے بارے میں سچے عقیدے کی خصوصیات کو پورا کرنا چاہیے۔ لوگوں کے ساتھ اس کو حاصل کرنے کا ایک بہترین طریقہ یہ ہے کہ دوسروں کے ساتھ وہ سلوک کیا جائے جیسا کہ وہ چاہتے ہیں کہ لوگ ان کے ساتھ سلوک کریں، جو کہ احترام اور امن کے ساتھ ہے۔

اسلام کی فضیلت پر غور و فکر کرنے سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دلوں میں ایمان کو سجاتا ہے اور اسے ان کا محبوب بنا دیتا ہے۔ باب 49 الحجرات، آیت 7:

"لیکن اللہ نے تمہارے لیے ایمان کو محبوب بنا دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں خوشنما بنا دیا ہے اور کفر، کفر اور نافرمانی کو تمہارے لیے ناپسندیدہ بنا دیا ہے۔ یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

یہ محبت انسان کو باطنی طور پر اخلاص کے ذریعہ اور ظاہری طور پر ایسے اعمال کے ذریعہ جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے خود کو آراستہ کرتا ہے۔

ایمان کی فضیلت تک پہنچنے کی کوشش کرنا

صحیح مسلم نمبر 99 میں موجود ایک طویل حدیث میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احسان کا مفہوم بیان فرمایا ہے جس کا ترجمہ فضیلت سے کیا جا سکتا ہے۔ اس فضیلت سے مراد اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے ساتھ سلوک اور برتاؤ ہے۔ فضیلت کے ساتھ عمل کرنے کا تذکرہ پورے قرآن میں کیا گیا ہے، جیسے کہ باب 10 یونس، آیت 26:

"...جن لوگوں نے بہترین کام کیے ہیں ان کے لیے بہترین]اجر [ہے - اور اضافی "

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحیح مسلم نمبر 449 اور 450 میں موجود احادیث میں اس آیت کی وضاحت فرمائی ہے۔ اس آیت میں اضافی لفظ سے مراد یہ ہے کہ جب اہل جنت کو اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہو گا۔ ، عالی۔ یہ اجر اُس مسلمان کو ملتا ہے جو کمال کے ساتھ کام کرتا ہے۔ جیسا کہ فضیلت کا مطلب ہے اپنی زندگی گزارنا گویا وہ اللہ تعالیٰ کی گواہی دے سکتا ہے، ہر وقت اپنے ظاہری اور باطن کا مشاہدہ کرتا ہے۔ ایک ایسا شخص جو ایک طاقتور اتھارٹی کو دیکھ سکتا ہے کہ وہ ان کے خوف سے کبھی بدتمیزی نہیں کرے گا۔ درحقیقت، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار کسی کو نصیحت کی کہ وہ ہمیشہ ایسا برتاؤ کرے جیسے کہ وہ ایک نیک آدمی جس کا وہ احترام کرتا ہے، اسے مسلسل دیکھ رہا ہو۔ امام طبرانی کی المعجم الکبیر نمبر 5539 میں موجود حدیث میں اس کی تلقین کی گئی ہے ۔

جو بھی اس طریقے پر عمل کرتا ہے وہ بہت کم گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے اور ہمیشہ نیکیوں کی طرف دوڑتا رہتا ہے۔ یہ رویہ اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا کرتا ہے اور دنیا میں آزمائش کی آگ اور آخرت میں جہنم کی آگ سے ڈھال کا کام کرتا ہے۔ یہ چوکسی اس بات کو یقینی بنائے گی کہ انسان نہ صرف اللہ تعالیٰ کے تئیں اپنے تمام فرائض کو پورا کرتا ہے بلکہ یہ مخلوق کے تئیں اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے کی ترغیب بھی دیتا ہے۔ جس کی چوٹی خلوص دل سے دوسروں کے ساتھ حسن سلوک کرنا ہے۔ یہ شخص جامع ترمذی نمبر 251 میں موجود حدیث کو پورا کرے گا جس میں یہ

نصیحت ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ دوسروں کے لیے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

فضیلت کا یہ درجہ اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ صحیح نیت کے ساتھ عمل کیا جائے جو کہ صحیح بخاری کی حدیث نمبر 1 کے مطابق ایمان کی بنیاد ہے۔ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے۔ ایک شخص جتنا اچھا عمل کرتا ہے اس کا ایمان اتنا ہی مضبوط ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ مسلمان بن جاتا ہے جو غفلت سے دور رہتا ہے اور اسلام کی تعلیمات کے مطابق اپنی آخرت اور دنیاوی زندگی کو سنوارنے کے لیے ہمیشہ جدوجہد کرتا رہتا ہے۔

اندیشہ ہے کہ اس انعام کے برعکس ان لوگوں کو ملے گا جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے روگردانی کی۔ چونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ہمہ گیر نگاہوں سے بے خوف زندگی گزاری، اس لیے وہ آخرت میں اس کے دیدار سے پردے میں رہیں گے۔ باب 83 المطففین، آیت 15:

‘‘نہیں !یقیناً اس دن ان کے رب کی طرف سے وہ الگ الگ ہو جائیں گے۔"

جو لوگ عمل کرنے کے درجے تک پہنچنے میں ناکام رہتے ہیں گویا وہ اللہ تعالیٰ کی گواہی دے رہے ہیں، ان پر لازم ہے کہ وہ نصیحت کے دوسرے حصے پر عمل کریں جو شروع میں نقل کی گئی مرکزی حدیث میں دی گئی ہے۔ اس شخص کو سچے دل سے یقین رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ان کو مسلسل دیکھ رہا ہے۔ اگرچہ یہ حالت درجے میں اس شخص کے مقابلے میں کم ہے جو اس طرح عمل کرتا ہے جیسے وہ اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ کرتا ہے، کوئی بھی کم نہیں، یہ اللہ تعالیٰ کے سچے خوف کو اپنانے کا بہترین طریقہ ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے کہ یہ رویہ کسی کو گناہوں سے روکے گا اور نیک کاموں کی طرف ترغیب دے گا۔ جیسا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام طبرانی کی کتاب المعجم الکبیر نمبر 7935 میں ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص اس ذہنیت کو اپنانے کی کوشش کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے سایہ عطا فرمائے گا۔ سربلند

اللہ تعالیٰ کی الوہی موجودگی کا تذکرہ پورے قرآن میں موجود ہے، جیسے کہ باب 57 الحدید، آیت 4:

‘‘تم جہاں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہے۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔ ..."

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت سی احادیث میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ الٰہی کے حقیقی شعور کو اپنانے کی تلقین فرمائی ہے۔ مثال کے طور پر صحیح بخاری نمبر 7405 میں موجود ایک الہی حدیث میں اللہ تعالیٰ نے اعلان کیا ہے کہ وہ اس کے ساتھ ہے جو اسے یاد کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہلیۃ الاولیاء جلد 1 صفحہ 84 اور 85 میں امیر المومنین علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں آیا ہے کہ وہ شان و شوکت سے کنارہ کش ہو گئے۔ مادی دنیا کی اور تنہا رات میں سکون ملا۔ یعنی لوگوں کی صحبت کے بجائے اللہ تعالیٰ کی صحبت طلب کی۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ الٰہی کی بیداری کو اپنانا نہ صرف گناہوں سے روکتا ہے اور نیک اعمال کی ترغیب دیتا ہے بلکہ یہ تنہائی اور افسردگی سے بھی بچاتا ہے۔ ایک شخص ذہنی صحت کے مسائل سے بہت کم متاثر ہوتا ہے جب وہ مسلسل کسی ایسے شخص سے گھرا رہتا ہے جو ان سے پیار کرتا ہے اور ان کی مدد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر مخلوق سے کوئی محبت نہیں کرتا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ ہر طرح کی مدد کا ذریعہ ہے۔ لہٰذا، فضیلت کے ساتھ کام کرنے سے کسی کے ایمان، اعمال، جذباتی کیفیت اور وسیع تر معاشرے کو فائدہ ہوتا ہے۔

ایک مسلمان کو ان لوگوں کی طرح بننے سے گریز کرنا چاہیے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو ان پر نظر رکھنے والوں میں سب سے زیادہ حقیر سمجھتے ہیں۔ یہ ایک شدید روحانی بیماری ہے جو اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے ساتھ ہر قسم کے گناہوں اور برے سلوک کی طرف لے جاتی ہے۔

مخلوق کے لیے اخلاص

اسلام کی تعلیمات کے مطابق مخلوق کے ساتھ خلوص اور مہربانی ایمان کو مضبوط کرتی ہے۔ صحیح مسلم نمبر 196 میں ایک حدیث میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جہاں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نصیحت کی ہے کہ اسلام عام لوگوں کے ساتھ اخلاص ہے۔ اس میں ان کے لیے ہر وقت بہترین کی خواہش کرنا اور اسے اپنے قول و فعل سے ظاہر کرنا شامل ہے۔ اس میں دوسروں کو نیکی کی تلقین کرنا، برائیوں سے روکنا، دوسروں کے ساتھ ہر وقت رحم اور مہربانی کرنا شامل ہے۔ اس کا خلاصہ صحیح مسلم نمبر 170 میں موجود ایک حدیث سے کیا جا سکتا ہے۔ یہ متنبہ کرتا ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک سچا مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ دوسروں کے لیے وہی پسند نہ کرے جو وہ اپنے لیے چاہتا ہے۔

لوگوں کے ساتھ مخلص ہونا اس قدر ضروری ہے کہ صحیح بخاری نمبر 57 میں موجود حدیث کے مطابق حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس فرض کو فرض نماز کی ادائیگی اور صدقہ فطر کے آگے ڈال دیا۔ صرف اس حدیث سے ہی اس کی اہمیت کا اندازہ ہو سکتا ہے کیونکہ اس میں دو اہم واجبات رکھے گئے ہیں۔

لوگوں کے ساتھ خلوص کا یہ حصہ ہے کہ جب وہ خوش ہوں تو خوش ہوں اور جب وہ غمگین ہوں جب تک کہ ان کا رویہ اسلام کی تعلیمات کے خلاف نہ ہو۔ اعلیٰ درجے کے اخلاص میں دوسروں کی زندگیوں کو بہتر بنانے کے لیے انتہائی حد تک جانا شامل ہے، چاہے یہ خود کو مشکل میں ڈالے۔ مثال کے طور پر، ضرورت مندوں کو مال عطیہ کرنے کے لیے کچھ چیزیں خرید کر قربانی کر سکتے ہیں۔ لوگوں کو ہمیشہ بھلائی پر متحد کرنے کی خواہش اور کوشش کرنا دوسروں کے ساتھ اخلاص کا حصہ ہے۔ جبکہ دوسروں میں تفرقہ ڈالنا ابلیس کی خصوصیت ہے۔
باب 17 الاسراء، آیت 53:

شیطان یقیناً ان کے درمیان تفرقہ ڈالنا چاہتا ہے‘‘۔’’

لوگوں کو متحد کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ دوسروں کے عیبوں پر پردہ ڈالا جائے اور انہیں گناہوں کے خلاف نجی طور پر نصیحت کی جائے۔ جو اس طرح عمل کرتا ہے اس کے گناہوں پر اللہ تعالیٰ پردہ ڈال دیتا ہے۔ اس کی تصدیق جامع ترمذی نمبر 1426 میں موجود ایک حدیث سے ہوتی ہے۔ جب بھی ممکن ہو دوسروں کو دین اور دنیا کے اہم پہلوؤں کی نصیحت اور تعلیم دینی چاہیے تاکہ ان کی دنیوی اور دینی زندگی بہتر ہو۔ دوسروں کے ساتھ خلوص کا ثبوت یہ ہے کہ وہ ان کی غیر موجودگی میں ان کی حمایت کرتا ہے، مثلاً دوسروں کی غیبت سے۔ دوسروں سے منہ موڑنا اور صرف اپنی فکر کرنا کسی مسلمان کا رویہ نہیں ہے۔ درحقیقت، زیادہ تر جانور اس طرح برتاؤ کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر کوئی پورے معاشرے کو نہیں بدل سکتا تو پھر بھی وہ اپنی زندگی میں ان لوگوں کی مدد کرنے میں مخلص ہو سکتا ہے، جیسے کہ ان کے رشتہ دار اور دوست۔ سیدھے الفاظ میں، کسی کو دوسروں کے ساتھ ایسا سلوک کرنا چاہیے جس طرح وہ چاہتے ہیں کہ لوگ ان کے ساتھ برتاؤ کریں۔ باب 28 القصص، آیت 77:

اور نیکی کرو جس طرح اللہ نے تمہارے ساتھ بھلائی کی ہے‘‘۔’’

درحقیقت ایک مسلمان اس وقت تک سچا مومن نہیں بن سکتا جب تک وہ دوسروں کے لیے وہی پسند نہ کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتے ہیں۔ اس کی تصدیق صحیح بخاری نمبر 13 میں موجود ایک حدیث سے ہوئی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اگر کوئی مسلمان اس خصوصیت کو اپنانے میں ناکام رہے تو وہ اپنے ایمان سے محروم ہو جائے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک وہ اس نصیحت پر عمل نہ کریں۔ یہ حدیث اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ مسلمان اس وقت تک اپنا ایمان مکمل نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ دوسروں کے لیے بھی وہ چیز ناپسند نہ کرے جو اپنے لیے ناپسند کرتا ہے۔ اس کی تائید صحیح مسلم نمبر 6586 میں موجود ایک اور حدیث سے ہوتی ہے۔ یہ نصیحت کرتی ہے کہ امت مسلمہ ایک جسم کی مانند ہے۔ جسم کے ایک حصے میں درد ہو تو باقی جسم درد میں شریک ہوتا ہے۔ اس باہمی احساس میں دوسروں کے لیے محبت اور نفرت شامل ہے جو کوئی اپنے لیے پسند کرتا ہے اور نفرت کرتا ہے۔

ایک مسلمان کو یہ مقام صرف اسی صورت میں حاصل ہو سکتا ہے جب اس کا دل بغض اور حسد سے پاک ہو۔ یہ بُری خصلتیں انسان کو ہمیشہ اپنے لیے بہتر کی خواہش کا باعث بنتی ہیں۔ پس درحقیقت یہ حدیث اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ انسان کو اچھی خصلتوں کو اپنا کر اپنے دل کو پاک کرنا چاہیے جیسا کہ معاف کرنے والا ہونا اور حسد جیسی بری خصلتوں کو ختم کرنا چاہیے۔ یہ صرف قرآن پاک کی تعلیمات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات کو سیکھنے اور اس پر عمل کرنے سے ہی ممکن ہے۔

مسلمانوں کے لیے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ دوسروں کے لیے بھلائی کی خواہش کرنا انہیں اچھی چیزوں سے محروم کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ کے خزانے کی کوئی حد نہیں اس لیے خود غرضی اور لالچی ذہنیت اختیار کرنے کی ضرورت نہیں۔

دوسروں کے لیے بھلائی کی خواہش میں دوسروں کی مدد کرنے کی کوشش کرنا بھی شامل ہے، جیسے کہ مالی یا جذباتی مدد، اسی طرح ایک شخص چاہتا ہے کہ دوسروں کی ضرورت کے وقت ان کی مدد کریں۔ اس لیے اس محبت کو صرف الفاظ سے نہیں بلکہ عمل سے ظاہر کرنا چاہیے۔ یہاں تک کہ جب کوئی مسلمان برائی سے منع کرتا ہے اور ایسی نصیحت کرتا ہے جو دوسروں کی خواہش کے خلاف ہو تو اسے نرمی سے اس طرح کرنا چاہئے جس طرح وہ چاہتے ہیں کہ دوسرے انہیں نرمی سے نصیحت کریں۔

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے، زیر بحث اہم حدیث ان تمام برے خصلتوں کو ختم کرنے کی اہمیت پر دلالت کرتی ہے جو باہمی محبت اور نگہداشت سے متصادم ہوں، جیسا کہ حسد۔ حسد اس وقت ہوتا ہے جب کوئی شخص کسی خاص نعمت کا مالک ہونا چاہتا ہے جو صرف اس وقت حاصل ہوتا ہے جب اسے کسی اور سے چھین لیا جائے۔ یہ رویہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے منتخب کردہ نعمتوں کی تقسیم کے لیے براہ راست چیلنج ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ کبیرہ گناہ ہے اور حسد کرنے والے کی نیکیوں کو برباد کرنے کا باعث ہے۔ سنن ابوداؤد نمبر 4903 میں موجود ایک حدیث میں اس کی تنبیہ کی گئی ہے۔ اگر ایک مسلمان دوسرے کے پاس حلال چیزوں کی خواہش رکھتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ وہ اسے وہی چیز عطا کرے جو دوسرے شخص کو ضائع نہ ہو۔ نعمت .اس قسم کی حسد جائز ہے اور مذہب کے پہلوؤں میں قابل تعریف ہے۔ صحیح مسلم نمبر 1896 میں موجود ایک حدیث میں اس کی نصیحت کی گئی ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نصیحت کی ہے کہ مسلمانوں کو صرف اس دولت مند سے

حسد کرنا چاہئے جو اپنی دولت کا صحیح استعمال کرے۔ اور ایک ایسے علم والے سے رشک کریں جو اپنے علم کو اپنے اور دوسروں کے فائدے کے لیے استعمال کرتا ہے۔

ایک مسلمان کو نہ صرف دوسروں کے لیے دنیاوی نعمتوں کے حصول کے لیے محبت کرنی چاہیے بلکہ ان کے لیے دونوں جہانوں میں دینی برکات حاصل کرنے کے لیے بھی محبت کرنی چاہیے۔ درحقیقت جب کوئی دوسروں کے لیے یہ خواہش کرتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اس کے احکام کی تعمیل کرنے، اس کی ممانعتوں سے اجتناب کرنے اور تقدیر کا صبر کے ساتھ مقابلہ کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ اسلام میں اس قسم کے صحت مند مقابلے کا خیر مقدم کیا گیا ہے۔ باب 83 المطففین، آیت 26:

"تو اس کے لیے حریفوں کو مقابلہ کرنے دیں۔..."

یہ ترغیب ایک مسلمان کو اپنے کردار میں کسی خامی کو تلاش کرنے اور اسے دور کرنے کے لیے اپنا جائزہ لینے کی بھی ترغیب دے گی۔ جب یہ دونوں عناصر معنی کو یکجا کرتے ہیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مخلصانہ اطاعت میں جدوجہد کرتے ہیں، اور کردار کو پاک کرتے ہیں، تو یہ دونوں جہانوں میں کامیابی کا باعث بنتا ہے۔

اس لیے ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ دوسروں سے محبت کا دعویٰ نہ صرف زبانی طور پر کرے بلکہ اپنے عمل سے ظاہر کرے۔ امید ہے کہ جو اس طرح دوسروں کی فکر کرتا ہے اسے دونوں جہانوں میں اللہ تعالیٰ کی فکر حاصل ہوگی۔ اس کی طرف جامع ترمذی نمبر 1930 میں موجود حدیث میں اشارہ کیا گیا ہے۔

نیکی کا حکم اور برائی سے روکنا

ایک دوسرے کو حق اور صبر کی تلقین اور برائی سے منع کرنے سے اسلام پر ایمان مضبوط ہوتا ہے۔

صحیح بخاری نمبر 2686 میں موجود ایک حدیث میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تنبیہ فرمائی کہ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کے اہم فریضے کو ادا نہ کرنے کو دو درجے بھری ہوئی کشتی کی مثال سے سمجھا جا سکتا ہے۔ لوگوں کا .نچلی سطح کے لوگ جب بھی پانی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو بالائی سطح کے لوگوں کو پریشان کرتے رہتے ہیں۔ اس لیے وہ نچلی سطح پر ایک سوراخ کرنے کا فیصلہ کرتے ہیں تاکہ وہ براہ راست پانی تک رسائی حاصل کر سکیں۔ اگر بالائی سطح کے لوگ انہیں روکنے میں ناکام رہے تو یہ سب غرق ہو جائیں گے۔

مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ نرمی کے ساتھ اپنے علم کے مطابق نیکی کا حکم اور برائی سے منع کرنے سے باز نہ آئیں۔ ایک مسلمان کو یہ کبھی نہیں ماننا چاہیے کہ جب تک وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے رہیں گے، دوسرے گمراہ لوگ ان پر منفی اثر نہیں ڈال سکیں گے۔ سڑے ہوئے سیب کے ساتھ رکھنے پر ایک اچھا سیب بالآخر متاثر ہو جائے گا۔ اسی طرح جو مسلمان دوسروں کو نیکی کا حکم دینے میں ناکام رہتا ہے وہ آخر کار اس کے منفی رویے سے متاثر ہوتا ہے خواہ وہ لطیف ہو یا ظاہر۔ یہاں تک کہ اگر وسیع تر معاشرہ غافل ہو جائے تو اپنے اہل وعیال کو نصیحت کرنا کبھی ترک نہیں کرنا چاہیے کیونکہ نہ صرف ان کے منفی رویے سے ان پر زیادہ اثر پڑے گا بلکہ سنن ابوداؤد نمبر 2928 میں موجود ایک حدیث کے مطابق یہ تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔ اگر کسی مسلمان کو دوسروں کی طرف سے نظر انداز کر دیا جائے تو اسے نرمی سے نصیحت کرتے ہوئے اپنا فرض ادا کرنا چاہیے جس کی تائید مضبوط دلائل اور علم سے ہوتی ہے۔ صرف اسی طرح وہ ان کے منفی اثرات سے محفوظ رہیں گے اور قیامت کے دن معاف کر دیے جائیں گے۔ لیکن اگر وہ صرف اپنی فکر کریں اور دوسروں کے اعمال کو نظر انداز کریں تو اندیشہ ہے کہ دوسروں کے منفی اثرات ان کی گمراہی کا باعث بن سکتے ہیں۔

یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ کسی کی اپنی نصیحت پر عمل نہ کرنا ایمان کو مضبوط ہونے سے روکتا ہے۔

صحیح بخاری نمبر 3267 میں موجود ایک حدیث میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تنبیہ فرمائی ہے کہ جو شخص نیکی کا حکم دیتے ہوئے اور برائی سے منع کرتے ہوئے اپنی ہی نصیحت کے خلاف کرے اسے جہنم میں سزا دی جائے گی۔

صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے نصیحت کر کے نیک پیشواؤں کے نقش قدم پر چلنے کے بجائے بہت سے لوگ دوسری وجوہات مثلاً مقبولیت اور دنیاوی چیزوں کے لیے نصیحت کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر، بعض علماء اکثر اجتماعات اور تقریبات کی روشنی میں رہنے کی کوشش کرتے ہیں اور ایسی نشست سے راضی نہیں ہوتے جو ایک طرف ہو کیونکہ وہ مرکزی نشست کی خواہش رکھتے ہیں۔ جب ان کا ارادہ ایسا ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی نصیحت کے مثبت اثر کو دور کر دیا اور اس طرح اب وہ اپنے سننے والوں پر بہت کم مثبت اثر رکھتے ہیں۔ انہیں ایک بات کہنے اور کرنے کی بجائے عملی مثال دکھانی چاہیے تھی۔ جس کی وجہ سے ان کا مشورہ بے اثر ہو گیا۔

مسلمانوں کو دوسروں کو ایسا کرنے کا حکم دینے سے پہلے ہمیشہ اپنی نصیحت پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے کیونکہ اس طرح کا برتاؤ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ باب 61 الصف، آیت 3:

‘‘اللہ کے نزدیک سخت ناپسندیدہ بات یہ ہے کہ تم وہ بات کہو جو تم کرتے نہیں۔’’

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ دوسروں کو مشورہ دینے سے پہلے کسی کو کامل بننا چاہیے کیونکہ یہ ممکن نہیں ہے۔ اس کے بجائے، وہ اپنی نیت کو درست کریں اور دوسروں کو نصیحت کرنے سے پہلے اپنے مشورے پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اپنے عمل سے یہ ثابت کریں۔

صرف اسی رویہ سے وہ اس حدیث میں مذکور عذاب سے بچیں گے۔ اس اصول پر عمل کرنے میں ناکامی کی وجہ سے مسلمانوں کی نصیحتیں بے اثر ہو گئی ہیں حالانکہ گزشتہ سالوں میں مشاہیر کی تعداد میں ڈرامائی طور پر اضافہ ہوا ہے۔

ان چیزوں کے خلاف جدوجہد کرنا جو ایمان کے خلاف ہوں۔

کفر کی شاخوں جیسے نفاق اور گناہوں کے خلاف جدوجہد ایمان کو مضبوط کرنے میں مدد دیتی ہے۔ جس طرح ایمان کو مضبوط کرنے والی چیزوں پر عمل کرنا ضروری ہے اسی طرح ایمان کو کمزور کرنے والی چیزوں سے بھی جہاد کرنا ضروری ہے۔ اس میں گناہوں سے مخلصانہ توبہ بھی شامل ہے۔ سچی توبہ میں پشیمانی کا احساس، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنا، اور جس پر بھی ظلم ہوا ہے، دوبارہ گناہ یا اس سے ملتا جلتا گناہ نہ کرنے کا پختہ وعدہ کرنا اور اللہ تعالیٰ کے حوالے سے جو حقوق پامال ہوئے ہیں ان کی تلافی کرنا شامل ہے۔ ، عالی، اور لوگ۔

ایک مسلمان کو دین میں شکوک و شبہات کا مقابلہ علم اور عمل سے کرنا چاہیے اور بنیادی خواہشات کو ایمان کی خواہش سے بدلنا چاہیے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حقیقی کامیابی کی خواہش بنیادی خواہشات کو چھوڑ کر اور ان کی مخالفت کرنے سے ہی واقع ہو سکتی ہے۔ جب ایک مسلمان اپنے آپ کو شکوک و شبہات اور بنیادی خواہشات کا شکار ہونے سے روکے گا تو اس کا ایمان مضبوط اور کامل ہو جائے گا۔

مسلمانوں کو چاہیے کہ جب بھی ان پر ان کے دشمنوں یعنی شیطان، ان کے باطنی شیطان اور ان کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی طرف دعوت دینے والے حملہ آور ہوں تو انہیں ثابت قدم رہنا چاہیے۔ کسی مسلمان کو جب بھی ان دشمنوں کی طرف سے آزمائش میں ڈالے اللہ کی اطاعت سے منہ نہیں موڑنا چاہیے۔ اس کے بجائے انہیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر ثابت قدم رہنا چاہیے جس میں اس کے احکام کو پورا کرنا، اس کی ممانعتوں سے پرہیز کرنا اور تقدیر کا صبر کے ساتھ سامنا کرنا شامل ہے۔ یہ ان جگہوں، چیزوں اور لوگوں سے اجتناب کرنے سے حاصل ہوتا ہے جو انہیں گناہوں اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی طرف دعوت دیتے اور فتنہ میں ڈالتے ہیں۔ شیطان کے جال سے بچنا صرف اسلامی علم حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح راستے میں پھنسنے سے صرف اسی طرح علم رکھنے سے بچا جاتا ہے۔ شیطان کے جال سے بچنے کے لیے اسلامی علم کی ضرورت ہے۔ مثال کے طور پر، ایک مسلمان قرآن پاک کی تلاوت میں زیادہ وقت صرف کر سکتا ہے لیکن اپنی جہالت کی وجہ سے وہ غیبت جیسے گناہوں کے ذریعے اپنے اعمال صالحہ کو سمجھے بغیر برباد کر سکتا ہے۔ ایک مسلمان کو ان حملوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس لیے انہیں چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مخلصانہ اطاعت کے ذریعے ان کے لیے

تیاری کریں اور اس کے بدلے میں بے شمار اجر حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ نے اس راہ میں جدوجہد کرنے والوں کے لیے صحیح رہنمائی کی ضمانت دی ہے۔ باب 29 العنکبوت، آیت 69:

‘‘اور جو لوگ ہمارے لیے کوشش کرتے ہیں، ہم ان کو اپنی راہیں ضرور دکھائیں گے۔’’

جبکہ جہالت اور نافرمانی کے ساتھ ان حملوں کا سامنا کرنا دونوں جہانوں میں مشکلات اور رسوائی کا باعث بنے گا۔ اسی طرح ایک سپاہی جس کے پاس اپنے دفاع کے لیے کوئی ہتھیار نہیں وہ شکست کھا جائے گا۔ ان حملوں کا سامنا کرتے وقت ایک جاہل مسلمان کے پاس اپنے دفاع کے لیے کوئی ہتھیار نہیں ہوگا جس کے نتیجے میں ان کی شکست ہوگی۔ جبکہ باشعور مسلمان کو وہ طاقتور ترین ہتھیار مہیا کیا جاتا ہے جس پر قابو نہیں پایا جا سکتا اور نہ مارا جا سکتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی مخلصانہ اطاعت۔ یہ صرف خلوص نیت سے اسلامی علم حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔

نتیجہ

تمام مسلمان اسلام پر ایمان رکھتے ہیں لیکن ان کے ایمان کی مضبوطی ہر شخص میں مختلف ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر، وہ جو اسلام کی تعلیمات پر عمل کرتا ہے کیونکہ ان کے خاندان نے انہیں بتایا تھا کہ وہ اس جیسا نہیں ہے جو ثبوت کے ذریعے اس پر یقین رکھتا ہے۔ جس شخص نے کسی چیز کے بارے میں سنا ہے وہ اس پر اس طرح یقین نہیں کرے گا جس طرح وہ اپنی آنکھوں سے اس چیز کو دیکھ چکا ہے۔

جیسا کہ سنن ابن ماجہ نمبر 224 میں موجود حدیث سے ثابت ہے کہ مفید علم حاصل کرنا تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ یہ ایک بہترین طریقہ ہے جس سے ایک مسلمان اسلام پر اپنے ایمان کو مضبوط کر سکتا ہے۔ اس کا تعاقب کرنا ضروری ہے کیونکہ جس کے ایمان پر یقین جتنا زیادہ مضبوط ہوتا ہے اس کے صحیح راستے پر ثابت قدم رہنے کا موقع اتنا ہی زیادہ ہوتا ہے، خاص طور پر جب مشکلات کا سامنا ہو۔ اس کے علاوہ سنن ابن ماجہ کی حدیث نمبر 3849 میں یقین کا یقین رکھنے کو بہترین چیزوں میں سے ایک قرار دیا گیا ہے۔ یہ علم قرآن پاک اور حدیث نبوی کا مطالعہ کرکے حاصل کیا جانا چاہیے، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ایک معتبر ذریعہ سے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نہ صرف ایک حقیقت کا اعلان کیا بلکہ مثالوں کے ذریعے اس کا ثبوت بھی دیا۔ نہ صرف وہ مثالیں جو ماضی کی قوموں میں پائی جاتی ہیں بلکہ ایسی مثالیں جو کسی کی اپنی زندگی میں رکھی گئی ہیں۔ مثال کے طور پر قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے یہ نصیحت کی ہے کہ بعض اوقات انسان کسی چیز سے محبت کرتا ہے حالانکہ اگر وہ اسے حاصل کر لیتا ہے تو وہ اسے پریشانی کا باعث بنتا ہے۔ اسی طرح وہ کسی چیز سے نفرت کر سکتے ہیں جبکہ اس میں ان کے لیے بہت سی بھلائیاں پوشیدہ ہیں۔ باب 2 البقرہ، آیت 216:

لیکن شاید آپ کو کسی چیز سے نفرت ہو اور وہ آپ کے لیے اچھی ہو۔ اور شاید آپ کو ایک چیز پسند ہے اور وہ آپ کے لیے بری ہے۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

تاریخ میں اس سچائی کی بہت سی مثالیں موجود ہیں جیسے معاہدہ حدیبیہ۔ کچھ مسلمانوں کا خیال تھا کہ یہ معاہدہ، جو مکہ کے غیر مسلموں کے ساتھ کیا گیا تھا، مکمل طور پر مؤخر الذکر گروہ کی حمایت کرے گا۔ اس کے باوجود تاریخ واضح طور پر بتاتی ہے کہ اس نے اسلام اور مسلمانوں کا ساتھ دیا۔ یہ واقعہ صحیح بخاری نمبر 2731 اور 2732 میں موجود احادیث میں مذکور ہے۔

اگر کوئی اپنی زندگی پر غور کرے تو انہیں بہت سی ایسی مثالیں ملیں گی جب وہ یقین کرتے تھے کہ کوئی چیز اچھی تھی جب وہ ان کے لیے بری تھی اور اس کے برعکس۔ یہ مثالیں اس آیت کی صداقت کو ثابت کرتی ہیں اور ایمان کو مضبوط کرنے میں مدد کرتی ہیں۔

ایک اور مثال باب 79 عن نازیات، آیت 46 میں ملتی ہے:

’’جس دن وہ (قیامت کے دن) کو دیکھیں گے کہ گویا وہ اس دنیا میں ایک دوپہر یا صبح کے سوا باقی نہیں رہے تھے۔‘‘

تاریخ کے اوراق پلٹیں تو صاف نظر آئے گا کہ کتنی بڑی سلطنتیں آئیں اور گئیں۔ لیکن جب وہ چلے گئے تو ان کا اس طرح انتقال ہو گیا گویا وہ ایک لمحے کے لیے زمین پر ہیں۔ ان کی چند نشانیوں کے علاوہ باقی سب ایسے مٹ گئے ہیں جیسے وہ زمین پر پہلے کبھی موجود ہی نہیں تھے۔ اسی طرح، جب کوئی اپنی زندگی پر غور کرے گا تو وہ محسوس کرے گا کہ چاہے وہ کتنے ہی بوڑھے کیوں نہ ہوں اور اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے کہ ان کی مجموعی زندگی کتنی ہی سست محسوس ہوئی ہو گی۔ اس آیت کی سچائی کو سمجھنا انسان کے یقین کو مضبوط کرتا ہے اور اس سے انہیں تحریک ملتی ہے کہ وہ وقت ختم ہونے سے پہلے آخرت کی تیاری کریں۔

قرآن پاک اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے۔ لہٰذا انسان کو ان الہٰی تعلیمات کو سیکھنے اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ وہ یقین کو اپنا سکے۔ جو اس کو حاصل کر لے گا وہ کسی بھی مشکل سے متزلزل نہیں ہوگا اور اس راستے پر ثابت قدم رہے گا جو جنت کے دروازوں کی طرف جاتا ہے۔ باب 41 فصیلات، آیت 53:

’’ ہم اُن کو اپنی نشانیاں افق اور اُن کے اندر دکھائیں گے یہاں تک کہ اُن پر واضح ہو جائے گا کہ یہ حق ہے‘‘۔

اچھے کردار پر 400 سے زیادہ مفت ای بکس

400 سے زیادہ مفت ای بکس: https://shaykhpod.com/books/
eBooks/AudioBooks کے لیے بیک اپ سائٹ:
https://archive.org/details/@shaykhpod

شیخ پوڈ ای بکس کے براہ راست پی ڈی ایف لنکس:
https://spebooks1.files.wordpress.com/2024/05/shaykhpod-books-direct-pdf-links-v2.pdf

https://archive.org/download/shaykh-pod-books-direct-pdf-links/ShaykhPod%20Books%20Direct%20PDF%20Links%20V2.pdf

دیگر شیخ پوڈ میڈیا

آڈیو بکس: https://shaykhpod.com/books/#audio
روزانہ بلاگز: https://shaykhpod.com/blogs/
تصویریں: https://shaykhpod.com/pics/
جنرل پوڈکاسٹ: https://shaykhpod.com/general-podcasts/
PodWoman: https://shaykhpod.com/podwoman/
PodKid: https://shaykhpod.com/podkid /
اردو پوڈکاسٹ: https://shaykhpod.com/urdu-podcasts/
لائیو پوڈکاسٹ: https://shaykhpod.com/live/

ڈیلی بلاگز، ای بکس، تصویروں اور پوڈکاسٹوں کے لیے گمنام طور پر واٹس ایپ چینل کو فالو کریں:
https://whatsapp.com/channel/0029VaDDhdwJ93wYa8dgJY1t

ای میل کے ذریعے روزانہ بلاگز اور اپ ڈیٹس حاصل کرنے کے لیے سبسکرائب کریں:
http://shaykhpod.com/subscribe

Achieve Noble Character